ہر نئے امر کی پہلے مخالفت ہوتی ہے

(فرمودہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:-

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ۔ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ [1]۔

اس کے بعد فرمایا:-

ہر ایک نئی بات پر، ہر ایک نئی چیز پر، انسان گھبرا جاتا ہے، خواہ وہ کیسی ہی اچھی اور مفید کیوں نہ ہو لیکن طبیعت مضائقہ کرتی ہے کہ انسان اس کو اسی وقت مان لے۔ کفار مکہ ایک پتھر کے بت کے سامنے سجدہ کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ (جن کو وہ خود ایک صادق اور امین سمجھتے تھے) نے جب ان کو آکر کہا کہ بت پرستی بہت بُری ہے تو چونکہ ان کو ایک عادت پڑی ہوئی تھی اور مدتوں سے ایک بات ان کے دل میں بیٹھ گئی تھی جس کیلئے ان کے پاس کوئی دلیل وغیرہ نہ تھی، کوئی ثبوت اس کا نہ تھا، تو انہوں نے آپ کی بات کو نہ مانا اور اس کا انکار

کردیا- اسی طرح جب کبھی دنیا میں کوئی نئی بات انسان کے سامنے آتی ہے تو خواہ وہ کیسی صداقت پر مبنی کیوں نہ ہو- شروع شروع میں طبیعت ضرور اس سے متنفّر ہوتی ہے- اسی لئے جب انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے ہیں دنیا میں ان کی ضرور مخالفت ہوتی ہے- اور اس طرح کے اعتراضات ہونے شروع ہوجاتے ہیں کہ یہ بھی ہماری طرح کا ایک انسان ہے' ہماری طرح کھاتا پیتا اور ہم میں چلتا پھرتا ہے اور آج یہ کہتا ہے کہ میں تمہارا سردار ہوگیا ہوں- پھر جب دلائل سنتے ہیں تو جو ملائکہ صفت ہوتے ہیں وہ جھٹ اس کو مان لیتے ہیں- انبیاء اور ان کے خلفاء کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے-

مأمور خلیفہ کے ہونے پر طبائع میں یہ خیالات پیداہوتے ہیں کہ ہم اور یہ برابر کے تھے یہ ہم سے منواتا تھا اور ہم اس سے منوالیتے تھے- آج یہ مطاع ہوجائے اور ہم مطیع ہوجائیں اس کو ایسا کونسا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے- جب اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور خلفاء کے ساتھ ایسا ہوتا آیا ہے اور انبیاء سب سے زیادہ شان کے ساتھ آتے ہیں اور پھر مامور خلفاء کے ساتھ بھی یہی ہوتا آیا ہے- تو پھر غیر مامور خلفاء کی تو سب سے زیادہ مخالفت ہونی ضروری ہے- آدم آیا تھا ملائکہ نے اعتراض کردیا- اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا- کہ تو ایک مفسد کو جو فساد کرے گا پیدا کرتا ہے- اور ہم تو ہمیشہ تیری تسبیح وتقدیس کرتے تھے اور قدیمی خدمت گذار تھے پھر کیا ضرورت تھی کہ ایک خلیفہ بنایا جاوے- اس غریب نے کیا کرنا ہے- یونہی فساد ہوگا- (یہ لوگوں میں تبلیغ کرے گا- وہ اس کو نہ مانیں گے- پھر وفد آئیں گے ٹریکٹ شائع ہوں گے اور قوم کا روپیہ ضائع ہوگا)ایک انسان دوسرے انسان پر کسی ایک نہ ایک بات میں فضیلت بھی رکھتاہے اس میں کیا شک ہے- اگر ایک بات میں موسیٰؑ بڑھے ہوئے تھے تودوسری میں داوٗدؑ - ایک میں مسیح ؑ زیادہ ہیں تو دوسری میں سلیمانؑ -

جو خلیفہ مقرر کیا جاتاہے اس میں دیکھا جاتاہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے- اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے- ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو- ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کیلئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں' یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں- ممکن ہے اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں- اس نے تو انتظام کرنا ہے- افسروں سے معاملہ کرنا ہے- ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی- اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہوگا اس کی

مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا- خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی مگر خلیفہ ابوبکرؓ ہوئے- اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا- خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا- خدا نے جس کو چُن لیا اس کو چُن لیا- خالد بن ولید نے ساٹھ آدمیوں کے ہمراہ ساٹھ ہزار آدمیوں پر فتح پائی- عمرؓ نے ایسا نہیں کیا مگر خلیفہ عمرؓ ہی ہوئے- حضرت عثمانؓ کے وقت بڑے بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے- ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا- سارے جہان کو اس نے فتح کیا مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے- پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے کوئی نرم مزاج- کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں- ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں- کوئی کہتا ہوگا کہ بڑی حکومت مل جاتی ہے- دو بچوں کا خوش کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے یہاں تو چار لاکھ انسان کے ساتھ معاملہ ہے- ملائکہ کو اپنے اپنے کام کی دھن ہوتی ہے کسی کو کوئی کام سپرد ہوتا ہے کسی کے کوئی- ایک فرشتے کے سپرد موت کا کام ہے بعض بارشوں پر اور بعض پہاڑوں کے موکل ہیں- غرض یہ کہ ہر ایک فرشتہ کسی ایک کام پر مقرر ہے- مگر برخلاف اس کے آدم میں تمام مادے رکھے ہیں- موت کا فرشتہ بشارت نہیں جانتا- اور بشارت کا فرشتہ موت کو- ملائکہ مامور ہیں- وہ گناہ کرنا جانتے ہی نہیں- وہ غفاری اور ستاری کی صفت کو کیا سمجھیں- يَفْعَلُوْنَ مَايُؤْمَرُوْنَ ؎ کے ماتحت کام کرتے رہتے ہیں- اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر اگر ہو سکتا ہے تو انسان ہی ہو سکتا ہے- کوئی ایسی ہستی ضرور ہونی چاہیئے جو بڑھے گھٹے نیکی کرے اور بدی کرے- اسی طرح جو خلفاء ہوتے ہیں ان میں یہ رنگ پیدا کر دیتا ہے- اسماء صفات الٰہی ہیں- ملائکہ پر جب پیش کئے گئے تو انہوں نے لَا عِلْمَ لَنَا کہا- بے چارے شَدِيْدُالْاِنْتِقَامِ اور غفار کی صفت کیا سمجھ سکتے ہیں- اسی واسطے لکھا ہے کہ انبیاء کا درجہ ملائکہ سے بڑا ہوتا ہے- انہوں نے خدا کی تمام صفات کا مظہر اپنی ذات کو قرار دیا ہے- آدمؑ نے تو سب کچھ بتلا دیا- لوطؑ اور لوط کی بستی والے، ابراہیمؑ اور اس کے مخالف، موسیٰؑ اور اس کے مخالف کسی جگہ بخشیش اور کسی جگہ سزا ہو رہی ہے-

کہیں نیکی ہو رہی ہے کہیں بدی ہو رہی ہے- بظاہر ملائکہ میں سے ہر ایک لائق ہے- لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لائق نہیں تب ہی فرمایا- اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ- اس زمانہ میں بھی ملائکہ نے اعتراض کیا لیکن آخر کار ملائکہ صفت فوراً اپنی غلطی تسلیم کرکے ایمان لے آتے

ہیں-میں نے دیکھا ہے- ایک دن ایک خط آتا ہے جس میں پچاس اعتراض کئے ہوتے ہیں- دوسرے دن خط آتا ہے حضور میرے خط کے جواب کی ضرورت نہیں- مجھے افسوس ہے کہ میں اولین بیعت کنندگان میں کیوں نہ شامل ہو سکا میرے لئے خاص وقت میں دعا فرماویں-

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم سے ایسا کام اس نے لے لیا- دراصل یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم سے کوئی خدمت لے لی- خدمت تو خدا کے فضل کے ماتحت ہوتی ہے نہ یہ کہ چونکہ میں نے خدمت کی ہے' مجھے یہ ہونا چاہیئے- آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد انتخاب خلافت کے وقت انصار نے حضرت ابوبکرؓ کے مقابلہ میں یہ امر پیش کیا تھا کہ ہم نے بڑی مدد کی- تمہیں جگہ دی وغیرہ وغیرہ- حضرت ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ کے مامور تھے- اس لئے فرمایا- ہم کہتے ہیں تم مان جاؤ اگر ملائکہ صفت ہو- جب تک ضد نہ ہو' شرارت نہ ہو' خداتعالیٰ فرماتا ہے انجام نیک ہوتا ہے- ملائکہ کو آخر حکم ہوا کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ [3] پہلے ملائکہ کو کوئی حکم نہیں ملا تھا کہ سجدہ کرو- انہوں نے جب آدم پر اعتراض کیا تو پھر فرمایا- اب تمہیں آدم کی ضرور فرمانبرداری کرنی ہوگی -حضرت خلیفۃ المسیح کے عہد میں بعض نے برخلاف آواز اٹھائی- تب حضرت نے دوبارہ بیعت لی اور کھول کھول کر بیعت لی- اور ہر ایک سے اعلان کروایا- انسان کو چاہیئے کہ وہ سوچ کہ اگر میں بڑا ہوں تو خدا مجھے خود بڑا بنادے گا اور اگر میں چھوٹا ہوں اور بڑا بننا چاہتا ہوں تو ذلیل ہوں گا-

(الفضل ۲۲ - اپریل ۱۹۱۴)

---

[1] البقرۃ:۳۱تا۳۴ [2] التحریم:۷ [3] البقرۃ:۳۵